https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۶/۱۷/۱۸ رجب المرجّب ۱۳۱۸ھ مدرسہ اہلِ سنّت پٹنہ/ عظیم آباد۔ بہار
میں ہونے والے عظیم الشان مشاہیر علمائے اہلِ سنّت کے جلسہ میں کی گئی
امامِ اہلِ سنّت کی تقریر دلپذیر

بیانِ ہدایت نشان

امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا خان حنفی قادری عَلَیہِ الرَّحمَہ
(م: ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

تحریر و ترتیب
علامہ قاضی عبد الوحید حنفی فردوسی (م: ۱۳۲۶ھ)
(بانی مدرسہ حنفیہ وماہ نامہ تحفہ حنفیہ۔ پٹنہ)

تحقیق، تخریج و ترتیبِ نو
خرم محمود
(فاضل جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ۔ کراچی)

ناشر
جمعیت اِشاعت اہلسنت (پاکستان)
نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 021-32439799

نام کتاب : بیانِ ہدایت نشان

تالیف : امام اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا خان حنفی قادری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ

تحریر و ترتیب : علامہ قاضی عبدالوحید حنفی فردوسی

تحقیق، تخریج و ترتیبِ نو : خرم محمود

سن اشاعت : محرم الحرام ۱۴۳۹ھ / اکتوبر، ۲۰۱۷ء

تعداد : ۵۰۰۰

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

خوشخبری : یہ کتاب اس ویب سائٹ پر بھی ہے:

www.ishaateislam.net

پیش لفظ

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم

ہمارے اسلاف نے پوری زندگی دین متین کی خدمت اور مسلک اہلِ سنّت کی ترویج و اشاعت میں صرف کی۔ تقریر اور تحریر کے ذریعے دین کا کام کیا اپنی زندگیاں تدریس، تحریر اور تقریر کے ذریعے دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ گرمی ہو یا سردی، تنگی ہو یا کشادگی، عُسر یا یُسر ہر حال میں اپنے کام میں مگن رہے۔ تدریس کے ذریعے یا تحریر کے ذریعے دین متین کی خدمت سے ایک مخصوص طبقہ مستفید ہوتا ہے لیکن تقریر کے ذریعے دینی خدمت سے خواص و عوام سبھی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اور تقریر عوام المسلمین کی اصلاح و ہدایت کا ایک مؤثر ذریعہ ہے جس سے بے شمار مسلمان ہدایت پاتے اور اپنی اصلاح کا سامان کرتے ہیں۔ بس یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف کی اکثریت نے تدریس و تحریر کے ساتھ ساتھ تقریر کے ذریعے بھی دین متین کی خدمت کا فریضہ انجام دیا۔

امام اہلِ سنت امام احمد رضا حنفی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ نے پوری زندگی جس طرح دین متین کی خدمت کی، مسلک اہلِ سنت اور مذہب حنفی کی ترویج واشاعت کے لئے کوشش فرمائی وہ بہت کم لوگوں کے حصے میں آئی ہے۔" آپ مروجہ علم دینیہ مثلاً تفسیر حدیث، فلسفہ وغیرہ کے یکتائے زمانہ فاضل تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ طب، علم جعفر، تکسیر، زیجات، جبر و مقابلہ، لوگارثم، جیومیٹری، مثلث کروی وغیرہ علوم میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ یہ وہ علوم ہیں کہ جن سے عام طور پر علماء تعلق ہی نہیں رکھتے۔ انہوں نے پچاس سے زیادہ علوم وفنون میں تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا اور ہر فن میں قیمتی تحقیقات کا اضافہ کیا۔ غرض یہ کہ ایک فقیہ کے لئے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب امام احمد رضا بریلوی کو حاصل تھے"۔

(فتاویٰ رضویہ، ۱/الف/۱۳)۔

امام اہلِ سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ مجاہد ہیں کہ جنہوں نے اپنے دور میں پائی جانے والی بد عتوں کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔

آپ نے اسلام اور اہل اسلام کے تحفظ کی خاطر تحریری اور تقریری جہاد کیا اور تمام عمر اسی کام میں صرف کر دی۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت عظام، ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا سخت سے سخت محاسبہ فرمایا اور عقائد اہلِ سنت کے تحفظ اور فقہ حنفی کی ترویج کے لئے اپنی تمام ترصلاحیتیں صرف کر دیں۔ یہاں تک کہ حق کی پہچان بن گئے۔

زیر نظر رسالہ در حقیقت رجب المرجب ۱۳۱۸ھ میں مدرسہ اہل سنت پٹنہ / عظیم آباد، بہار میں ہونے والے عظیم الشان مشاہیر علمائے اہلِ سنت کے جلسہ میں کی گئی امام اہلسنت کی ایک تقریر ہے جس کے محرّر اور مرتّب بانی و مدیر" ماہنامہ تحفہ حنفیہ" قاضی عبد الوحید فردوسی عظیم آبادی بہاری ہیں۔ جسے برادرم مولانا خرم محمود نے ایک قدیم مجموعہ تقاریر سے نکال کر ٹائپ کیا اور اس پر کام کیا اور ادارہ جمعیت اشاعت اہلِ سنت (پاکستان) کو شائع کرنے کے لیے دیا۔ اس طرح تقسیم ہند کے بعد یہ تحریر پہلی بار اس ادارے کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قاضی عبد الوحید فردوسی کی قبر پر رحمت و رضوان کی بارش نازل فرمائے اور محقق و مخرّج مولانا خرم محمود کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کی محنت کے سبب اس ادارے کو اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

لہذا ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت 283 نمبر پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل مرتّب و مخرّج اور اراکین ادارہ کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

کتبہ عبدہ

محمد عطاء اللہ النعیمی غفر لہ

خادم دار الحدیث و دار الافتاء بجامعۃ النور،

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

حرفِ حکایت

مدرسہ اہلِ سنّت پٹنہ۔بہار میں ندوہ کے خلاف ۱۶/۱۷/۱۸ رجب المرجّب کو ایک عظیم الشان کانفرنس ہوئی۔اس کانفرنس میں بقول مولانا محموداحمد قادری رفاقتی:

"پانچ سو مشاہیر علمائے اہلِ سنّت... نے شرکت کی۔"(تذکرہ علمائے اہل سنت: ص:۱۵۵)

ان شرکت کرنے والے اکابر علماو مشائخِ کرام میں تاج الفحول حضرت مولانا عبد القادر قادری بدایونی، اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان حنفی قادری، استاذ العلماء علامہ محمد ہدایت اللہ خان رام پوری، علامہ مولانا عبدالکافی الہ آبادی، علامہ سیّد محمد فاخرالٰہ آبادی، حافظِ بخاری مولانا سیّد شاہ عبدالصمد پھپھوندوی، حضرت مولانا عبدالمقتدر قادری بدایونی، پروفیسر سیّد سلیمان اشرف بہاری وغیرہم شامل ہیں۔

اس عظیم الشان کانفرنس کے متعلّق بس اتنا پتا چلتا ہے کہ اس موضوع پہ تھی اور اس میں فلاں فلاں نے شرکت فرمائی۔چند دن پہلے میں اپنے پاس موجود نایاب، کمیاب، قدیم مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ مشاہیر علما کی رُودادِ تقاریر کا ایک مجموعہ نظر نواز ہوا، اس مجموعہ کے ابتدائی اوراق نہیں تھے، اس لئے باوجودے کہ میں اس مجموعے کو پہلے بھی چند بار دیکھ چکا تھا، شناخت نہیں کر سکا۔اس بار اس مجموعے کو دیکھتے ہی شک ہوا کہ ہو نہ ہو یہ پٹنہ - بہار کانفرنس کی تقریری رُوداد ہوں۔مطالعہ کیا تو اندرونِ خانہ جا کر پتا چلا کہ اس کے محرّر و مرتّب "قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی بہاری، بانی و مدیر ماہنامہ تحفہ حنفیہ و بانی مطبع حنفیہ - پٹنہ" ہے، غالب گمان ہے کہ اس مجموعہ کی اشاعت مطبع حنفیہ سے ہوئی ہو گی (چوں کہ اس

مجموعہ کے ابتدائی اوراق ہمارے پاس نہیں ہیں، اس لئے حتمی کچھ نہیں کہا جا سکتا)۔ یہ تقریری رُوداد پٹنہ کانفرنس ہی کی ہیں، اس کا پتا یوں چلا کہ تذکرہ "علمائے اہلِ سنّت" میں مولانا محمود احمد قادری رفاقتی عَلَیہ الرَّحمَہ نے "قاضی عبدالوحید فردوسی عَلَیہ الرَّحمَہ کے حالات میں پٹنہ کانفرنس کے حوالے سے بات کرتے ہوئے لکھا کہ اس کانفرنس کی خاص بات یہ تھی کہ اسی کانفرنس میں مولانا مطیع الرسول عبدالمقتدر قادری بدایونی عَلَیہ الرَّحمَہ نے امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خان حنفی قادری عَلَیہ الرَّحمَہ کو "مجدّد المائۃ الحاضرہ" قرار دیا اور اس کانفرنس میں موجود سبھی مشائخ عظام نے اس کی تائید کی۔ میں نے متذکرہ بالا مجموعے میں جا کر مولانا مطیع الرسول عبدالمقتدر قادری بدایونی عَلَیہ الرَّحمَہ کی تقریر دیکھی تو اس میں امامِ اہلِ سنّت کے بارے میں یہ الفاظ پائے:

"عالی جناب عالمِ اہلِ سنّت مجدّد المائۃ الحاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب۔" (ص:90)

جس سے (اور اس کے علاوہ چند اور شہادتوں سے) یہ یقین ہو گیا کہ یہ مذکورہ کانفرنس میں کی گئی تقاریر ہی کا مجموعہ ہے۔

اس مجموعے میں شامل تقاریر میں سے سرِ دست اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان حنفی قادری کی تقریر پیشِ خدمت ہے اور بہت جلد دیگر تقاریر و مواعظ کا مجموعہ بنام "خلاصہ مواعظِ اکابرینِ اہلِ سنّت و جماعت" پیش کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

حریصِ تراثِ اسلاف: خرم محمود

اوّل حضرت عالمِ اہلِ سنت مَدَظِلّہٗ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

الحمد لله ربّ العلمين حمدا لشاكرين وأفضل الصلاة وأكمل السلام على سيّد المرسلين،خاتم النبيين،أكرم الأوّلين والآخرين،قائد الغرّ المحجّلين، نبي الحرمين، إمام القبلتين، سيّد الكونين، وسيلتنا في الدارين، صاحب قاب قوسين، المزيّن بكل زين، المنزّه من كلّ شين، جدّ الحسن والحسين،نبي الأنبياء،عظيم الرجاء،عميم العطاء،ماحي الذنوب والخطاء،شفيعنا يوم الجزاء،سرّ الله المخزون،درّ الله المكنون، عالم ماكان و مايكون،نور الأفئدة والعيون،سرور القلب المحزون، سيّدنا ومولانا و حبيبنا و نبيّنا و شفيعنا ووكيلنا و كفيلنا و عوننا و معيننا و غوثنا و مغيثنا و غيثنا و غياثنا،سيّدنا و مولانا محمد النبي المبعوث رحمة للعلمين،وعلى آله الطيّبين الطاهرين وأزواجه الطاهرات أمهات المؤمنين وأصحابه المكرّمين المعظّمين وابنه الكريم الأمين المكين محي الإسلام والحق والشرع والملّة والقلوب والسنة والطريقة والدين واهب المراد، قطب الإرشاد،فرد الأفراد،سيّد الأسياد، مصلح البلاد،نافع العباد،دافع الفساد، مرجع الأوتاد،غوث الثقلين، و غيث الكونين، وغياث الدارين،ومغيث الملوين،إمام الفريقين، سيّدنا و مولانا الإمام أبي محمد عبدالقادر الحسني، الحسيني، الجيلاني الكريم وعلى سائر أولياء أمته الكاملين العارفين وعلماء ملته الراشدين المرشدين وعلينا معهم أجمعين يا أرحم الراحمين .

اس خطبے کے بعد یہ آیتِ کریمہ ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ﴾[1] آخر سورت تک تلاوت فرمائی، پھر اس کی تمہیدِ تفسیر میں نور والا ظہور حضور سیّد یوم النشور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر فرمایا کہ جب حضرت عزّت جلّ و علا نے عالم بنانا چاہا، اپنے نورِ بے کیف سے نورِ منیر بشیر نذیر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پیدا فرمایا۔

عبد الرزاق نے اپنے مصنّف میں سیّدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت کی، حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

«یا جابر! إن الله تعالی خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره»[2]

اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے پہلے تیرے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور کو اپنے نورِ کریم سے پیدا کیا۔

پھر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور سے تمام عالم کو جلوۂ ظہور میں لایا، تو جس طرح مرتبۂ وجود میں صرف اللہ ہے جلّ وعلا:۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ [القصص:۸۸]

[ترجمہ کنز الایمان: ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔]

ع:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

خبر دار ہو جاؤ! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔[3]

---

(1)۔۔: ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب۔ [پ:۲۶، الفتح:۲۷]

(2)۔۔: المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول، ۱/ ۴۸

(3)۔۔: یہ مصرعہ مشہور شاعر، صحابیٔ رسول حضرت ابو عقیل لبید بن ربیعہ بن مالک عامری کے مشہور قصیدہ کا مصرعۂ اولیٰ ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ

حقیقتِ وجود اُسی کی ذاتِ کریم سے خاص ہے، جہان و جہانیان کا اُس میں کچھ حصہ نہیں، مگر جس پر وجودِ حقیقی کے آفتاب عالم تاب نے اپنے نور کا پَرتو ڈالا، وہ بقدرِ نسبت و قابلیّتِ نام موجودیّت سے بہرہ ور ہوا۔ یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ذاتِ کریم حضور سیّدالمرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے وبس۔ حضور ہی سرّالوجود و منبع الجود و اصل ہر بود ہیں، وجوداتِ عالم ضرور وجودِ حقیقی کے ظلال و پَرتو ہیں، مگر اوّلاً و بالذات پَرتوِ ذات و ظلِّ صفات، ذاتِ جامع الکمالات حضور سیّد الکائنات عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلَوٰاتِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّاتِ ہے۔ پھر ثانیاً و بالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بمرتبہ تمام عالم اس تجلّیِ نور سے روشن ہے۔

یک چراغ ست دریں خانه که از پرتوِ آن
ہر کجا می نگری انجمنے ساخته اند

جیسے بلا تشبیہ شبِ چہاردہ کو اشیاء کہ آفتاب سے حجاب میں ہیں، بذاتِ خود اس سے نور لینے کے قابل نہیں۔ چودھویں رات کا چمکتا چاند متوسّط ہو کر خود آفتاب سے نور لیتا اور اپنے نور سے تمام روئے زمین کو روشن کر دیتا ہے، تو اگرچہ جس قدر چاندنی پھیلی ہوئی ہے، سب روشنی آفتاب ہی کی ہے، مگر چاند کی وساطت سے ملی ہے اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ نورِ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نورِ الٰہی سے پیدا ہونا، عیاذاً باللہ تجزّیِ حضرتِ وحدت سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتا۔ ان مجازی، فانی، انوار میں دیکھئے آفتاب سے چاند روشن ہوا، چاند سے زمین، چراغ سے چراغ جلایا، آفتاب و ماہتاب و چراغِ اوّل کے نور سے کوئی حصہ جدا ہو کر ان مستنیروں میں نہ آیا اور اُنہیں انوار سے ان روشنیوں نے ظہور پایا، تو جہالِ وہابیہ کا حدیث پر اعتراض محض جہالت ہے۔

یعنی، سب سے سچی بات وہ جو لبید شاعر نے کہی ہے کہ "خبردار ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے" اور قریب تھا کہ امیہ بن ابوصلت مسلمان ہو جاتا۔ (صحیح البخاري: کتاب مناقب الأنصار، باب أیام الجاهلیة، رقم ۳۸۴۱)

انوار دو قسم [کے] ہیں: معنوی و حسّی۔

معنوی کہ چشمِ جسم اُن کے ادراک کی قابلیّت نہیں رکھتی۔ جیسے نورِ قرآن و نورِ نماز و نورِ وضو۔ بعضے مریدین بعد وضو اپنے حجرۂ خلوت میں گئے، ایک نورِ عظیم چمکا، بے اختیار پکار اُٹھے: «رَأَیْتُ رَبِّي» میں نے اپنے ربّ عزّوجلّ کو دیکھا۔ شیخ نے فرمایا: اے شخص! کہاں تو اور کہاں یہ رُتبہ! یہ تیرے وضو کا نور تھا کہ یوں چمکا۔

صحیح حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ:

روزِ جمعہ سورۂ کہف کی تلاوت، جائے تلاوت سے مکہ معظّمہ اور اس جمعے سے جمعۂ آئندہ اور تین روز زائد تک روشن کر دیتی ہے۔(4)

حسّی کہ لائقِ احساسِ بصر ہیں۔

پھر دو قسم ہیں: [ظاہر اور باطن]۔

ظاہر جیسے: انوارِ کواکب و چراغاں۔

اور باطن جیسے: حجرِ اسود و مقامِ ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالتَّسْلِیْمُ کی روشنیاں۔

حدیث میں ہے:

یہ جنّت کے یاقوتوں سے دو یاقوت ہیں کہ اللہ عزّوجلّ نے اُن کا نور نظروں سے نہاں کر دیا ہے، ورنہ دنیا کو روشن کر دیتے۔(5)

مروی ہے جب ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالتَّسْلِیْمُ نے کعبہ معظّمہ بنایا اور حجرِ اسود آیا، اُس وقت اُس کا نور صرف اس قدر چمکا کہ مکہ معظّمہ کے گرداگرد چند میل مختلف تک روشن ہو گیا، جہاں تک وہ روشنی پہنچی، وہی حدودِ حرم قرار پائیں۔

---

(4)۔۔:شعب الإیمان: کتاب الصلاۃ، فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم لیلة الجمعة و یومها و فضل قراءة سورة الکهف، رقم ۲۷۷۷ـ٤/ ٤۳۷ = الکشف والبیان عن تفسیر القرآن: سورة الکهف، في فضلها، ٦/ ١٤٤

(5)۔۔:سبل الهدی والرشاد، في سیرة خیر العباد: جماع أبواب بعض فضائل بلده المنیف ومسقط رأسه الشریف زاده اللہ تعالی فضلاً وشرفاً، الباب السادس، ١/ ١٧٥

حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کہ اصلِ انوار ومعدنِ انوار و منبعِ انوار ہیں، جمیع اقسامِ نور کے بروجہِ اکمل واتمّ جامع ہیں۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نورِ معنوی کو کون جان سکتا ہے؟ انبیاومرسلین وملائکہ مقرّبین واولیائے کاملین وعباداللہ الصالحین صَلَوٰاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن سب حسبِ استعداد اُسی نورِ منیر سے روشن و مستنیر ہیں۔ علامہ فاسی ''مطالع المسرّات'' میں حدیث نقل کرتے ہیں، حضور سیّد عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت سیّدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرماتے ہیں:

یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِی حَقِیْقَۃً غَیْرَ رَبِّی۔ (6)

اے ابو بکر! مجھے جیسا میں ہوں، سوا میرے ربّ کے کسی نے نہ پہچانا۔

ترا چنانکہ توئی دیدۂ کجا بیند بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نورِ حسّی ہی کی جھلک آفتاب وماہتاب و جملہ مضیئات میں چمک رہی ہے۔ ملائکہ کے چہروں میں اُسی کی چمک، انسان کی مردمک میں اُسی کی دمک مستفیض ظاہر ہیں اور اُس مفیض کریم پُر بجمالِ رحمت و کمالِ عظمت ستّر ہزار پَردہائے ہیبت و جلال ور حمت و جمال ڈالے گئے ہیں کہ چشمِ عالمیان اُس کے ادراک سے دور و مہجور ہے۔ العظمۃ للہ۔ اگر حجاب اُٹھادیں، عالم کی کیا جان کہ اُس کی تجلّیات کی تاب لاسکے، جہان و جہانیان ایک جھلک میں جل کر خاک ہوں۔ سلطان الاولیا، نظام الحق والدین سیّدنا محبوبِ الٰہی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:

جب سیّدنا موسیٰ کلیم عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالتَّسْلِیْم بعد تجلّیٔ طور واپس آئے، کسی کو تاب نہ تھی کہ اُن کے جمال مبارک سے نظر ملائے، کلیم عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالتَّسْلِیْم نے نقاب ڈالا، فوراً جل گیا؛ یہاں تک کہ لوہے کا نقاب بنا کر رُوئے مبارک پر ڈالا، وہ بھی خاک ہوگیا، آخر بامرِ الٰہی بعض عاشقانِ حضرت عزّت کے دامن سے نقاب بنایا، وہ قائم

---

(6)۔۔: مطالع المسرات: ص ۱۲۹، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

رہا۔ہاں! چہرۂ کلیم مہرِ سپہرِ جلال تھا۔ نورِ آفتاب ہلکا ہونے کے لئے قمر درکار ہے کہ اُس کی تجلّیوں کا بار اپنے اوپر لے اور اُس سے ٹھنڈی ہلکی روشنی اوروں پر منعکس ہو۔ جب جمالِ کلیم عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِیْمُ کا اُس آسان تر تجلی سے یہ حال تھا تو اُس ذات کریم کا کیا پوچھنا جو نورِ حقیقی کے مظہرِ اوّل واتمّ واکمل وجامعِ تجلّیاتِ ذات وصفات علیٰ اقصیٰ الغایات، بلکہ بے حدّ ونہایات ہے۔ جسے جمالِ ازلی نے اپنا خاص آئینہ بنایا، جس کے ہر جلوے میں «مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ»(7) کا دریا لہرایا، اُس کے تاب کی کسے تاب؟

کیا منہ ہے آئینے کا تری تاب لا سکے خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

تو لازم ہوا کہ نورِ کریم، حجابِ رحمت و تعظیم میں رہے، وہ حجاب کیا؟ کیا اُس کا غیر اُسے چھپا سکتا ہے؟ حاشا! بلکہ خود اُس کا کمالِ ظہور ہی اُس کا پردۂ نور ہوا، نور کے لئے ایک حدِّ ظہور ہے کہ جب اُس تک رہے، نظر اُس پر کام کرے اور جب اُس سے ترقّی کرے، اُس کی تابش ہی اُس کے لئے حجاب ہو کہ نظر بوجہِ خیرگی، اُس پر کام نہیں کرتی، آخر نہ دیکھا کہ آفتاب اُفق میں حجاب سحاب رقیق سے بروجہِ کمال نظر آتا ہے اور نصف النہار پر روزِ صاف میں طائرِ نظر کے پَر جلاتا ہے۔ پھر جس قدر ترقّی زائد، احتجاب زائد، نورِ کریم کی ترقّی بے نہایت کے حضور ابصار تو ابصار! بصائر کی وہ حالت ہوئی، جو مہرِ عالم تاب کے حضور خفاش کی، لاجرم غایتِ ظہور ہی مستلزمِ غایتِ بطون ہوئی۔ پھر بھی اُس کی خفیف جھلک جس میں نگاہِ ظاہر کا حصہ رہا کہ اُس بارگاہِ کرم سے محرومِ مطلق نہ رہے، وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا:

«كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ»(8)

گویا آفتاب حضور [صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم] کے چہرۂ پُرنور میں رواں ہے۔

---

(7)۔۔:صحیح البخاري: كتاب التعبير،باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، رقم٦٩٩٦

(8)۔۔:سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب في صفة النبي صلى الله عليه وسلم،رقم٣٦٤٨

دوسری حدیث میں ہے:

جب تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھتا، گمان کرتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہے۔ (9)

تیسری حدیث میں ہے:

«إِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ» (10)

جب کلام فرماتے، دندانِ پیشیں کے درمیان سے نور سا چھنتا نظر آتا۔

چوتھی حدیث میں ہے:

«لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ» (11).

بینی پر نور پُر نور کا بُکّا بلند تھا، جو غور سے نہ دیکھتا، بینیِ اقدس کو اس نور کے سبب بہت بلند گمان کرتا۔

پانچویں حدیث میں ہے:

«لَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ ضَوْءَهَا» (12).

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم جب آفتاب کے سامنے کھڑے ہوتے، حضور کا نور آفتاب کی ضیا کو دبا لیتا۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

اس بیان کا سلسلہ یہاں تک پہنچا یا کہ نورِ عرفان و نورِ ایمان سب اُسی نور والا ظہور کے پَرتو ہیں، بلکہ ایمان صرف حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و محبت کا

---

(9)۔۔: یہ روایت الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ (تاریخ الخميس في أحوال أنفس النفيس: الطليعة الثالثة، الركن الاوّل، الباب الاول، ۱/ ۲۲٦) میں موجود ہے۔

(10)۔۔: سنن الدارمي: باب في حسن النبي صلى الله عليه وسلم، رقم ٦٣-١/ ١١٣

(11)۔۔: الشمائل المحمدية: باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم ٧، ص ٢٢

(12)۔۔: الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف: كتاب الايمان، باب فى تخليق نور محمد صلى الله عليه وسلم، رقم ٤، ص ٥٦ بتغير

نام ہے، جس کے دل میں جس قدر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت و عظمت زائد، اُسی قدر ایمان اکمل اور جس قدر کم، اُتنا ہی ایمان ناقص اور جس کے دل میں بالکل نہیں، وہ مطلقاً کافر ہے:

«لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ»(13)

[تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک میں اُسے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔]

قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ بے شک جب تک محبت دینی ایمانی اختیاری ایقانی میں محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تمام جہان اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے، ہر گز مومن نہیں۔ اِنزالِ کُتُب واِرْسالِ رُسُل، بلکہ تخلیقِ عالم و آدم سب اظہارِ عظمت عظیمہ محمدؐ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ہے۔

ابن عساکر سیّدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے راوی، حضرت عزّت عزّجلالہ نے حضور پُر نور سیّد عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو وحی بھیجی، اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزّت و کرامت والا کوئی نہ بنایا:

«ولقدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَأَهْلَهَا لِأُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِي وَلَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا».(14)

میں نے دنیا و مخلوقاتِ دنیا اس لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزّت تمہاری ہے اُن پر ظاہر فرمادوں، اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی، دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دار الجزا ہے اور دار لجزا کو دار العمل کا تقدّم لازم، جب دار العمل، بلکہ عاملین ہی نہ ہوتے، دار الجزا کہاں سے آتی؟؟؟

---

(13)---: صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب: حب الرسول ﷺ من الإيمان، رقم ١٥

(14)---: تاريخ دمشق: باب ذكر عروجه إلى السماء واجتماعه بجماعة من الأنبياء، رقم ٨٠١- ٣/ ٥١٨

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی، حضرت عزّت جلّ و علا نے آدم عَلَیۡہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کو وحی بھیجی:

«لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا أَرْضاً وَلَا سَمَاءً» (15)

اگر محمّد نہ ہوتے، نہ میں تجھے پیدا کرتا، نہ آسمان و زمین بناتا۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ [پ: ۲، البقرۃ، ۱۴۳]

ہم نے نہ کیا وہ قبلہ جس پر تم تھے، مگر اس لئے کہ علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون براہِ غلامی تمہارا اتّباع کرتا اور کون الٹے پاؤں پھر تا ہے۔

دیکھو! آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ فرضیّتِ قبلہ صرف اس لئے ہوئی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی تعظیم واطاعت کرنیوالوں کی پہچان سب کو ہو جائے تو آیہ کریمہ "﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [پ: ۲۷، الذاریات، ۵۶] میں نے جن وانس اس لئے بنائے کہ میری عبادت کریں" حدیثِ مذکور سیّدنا سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے منافی نہیں۔ تخلیق جن وانس عبادت کے لئے اور عبادت سے حضرت عزّت جلّ جلالہ کو، نہ کوئی نفع، نہ اُس کے ترک سے ضرر، وہ غنی حمید ہے۔ احکامِ عبادت کی تشریع اس لئے ہے کہ محمّد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے غلامان مطیع، فرماں بردار اور اُن کے حکم سے اُلٹے پاؤں پھر جانے والے نابکار سب پر ظاہر ہو جائیں۔ عبادتِ الٰہی و تعظیم و محبّتِ حضرتِ رسالت پناہی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم متلازمین ہیں، متلازمین میں ایک کا ذکر دوسرے کا مؤکد ہوتا ہے، نہ کہ نافی و منافی۔

---

(15)۔۔۔: المستدرك على الصحيحين: كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، ومن كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم التي هي دلائل النبوة، ر: ۴۲۲۸، ۲/ ۶۷۲ (وَلَا أَرْضاً وَلَا سَمَاءً، الفاظ مستدرک میں نہیں مل سکے۔)

ایمان کے دو رُکن ہیں: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

آیہ کریمہ رُکنِ اوّل کو بتاتی ہے ﴿اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ اس لئے بنایا کہ میری پرستش کریں۔ یعنی، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔

اور حدیث شریف رُکنِ دوّم کا اشعار فرمارہی ہے لِاُعَرِّفَھُمْ کَرَامَتَکَ اس لئے بنایا کہ تمہارا مرتبہ پہچانیں۔ یعنی، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ولہذا اہلِ ادب وایمان کے نزدیک تعظیم ومحبّت حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصلِ کار واہمّ فرائض ومناطِ قبول، جملہ اعمالِ حسنہ ہے۔

اہمّ فرائض ارکان ہیں اور اہمّ ارکانِ اربعہ، نماز اور تعظیم ومحبتِ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قطعاً نماز سے اہمّ واعظم۔ غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے منزلِ ''صہبا'' میں بعد نمازِ عصر سیّدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے زانوے مبارک پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ مشکل کشا کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی، جب وقت تنگ ہونے پر آیا، مضطرب ہوئے کہ اگر اُٹھتا ہوں، محبوبِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خوابِ راحت میں خلل آتا ہے۔ مع ہذا کیا معلوم حضور [صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ] کو خواب میں وحی ہو رہی ہو اور اگر بیٹھا رہتا ہوں، نماز جاتی ہے۔ آخر وہی تعظیم ومحبّت والا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا فرمایا، حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ اب کہ وقتِ مغرب ہوا، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی چشمِ حق بین کھلی، مولیٰ علی کو مضطرب پایا، سبب دریافت فرمایا، عرض کی: یارسول اللہ! میں نے نمازِ عصر نہ پڑھی، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے آسمان کی طرف دستِ مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے ربّ عزّ وجلّ سے عرض کی: الٰہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ

پلٹ آئے، فوراً ڈوبا ہوا آفتاب اُفُقِ غربی سے حکم کا باندھا کھینچا چلا آیا، وقتِ عصر ہو گیا، امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی، پھر ڈوب گیا۔ (16)

امام اجل ابو جعفر طحاوی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔ (17)

جان کا رکھنا سب سے زیادہ فرضِ اہم ہے، اگر بوجہ ظلم عدوّ مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاکِ جان کا یقین ہو، اُس وقت ترکِ نماز کی اجازت ہو گی۔ امام الصدّیقین، اکمل الاولیاء العارفین، سیّدنا صدّیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و محبّت کو حفظِ جان پر مقدّم رکھا۔ سفرِ ہجرت میں جب آفتابِ رسالت و ماہتابِ صدّیقیّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَعَلَیْہِ وَسَلَّم بُرجِ ثور بیت الشرف قمر میں اجتماعِ نیّرین کی طرح غارِ ثور پر جلوہ فرما ہوئے ہیں، صدّیق نے اپنے محبوبِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کی: یارسول اللہ! حضور! باہر توقّف فرمائیں، پہلے میں اندر جا کر غار کو صاف کر دوں کہ اگر کوئی چیز ہو تو مجھے پہنچے۔ غار چند ہزار سال کا تھا، بہت سوراخ تھے، صدّیق نے سنگریزوں سے بھرا اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُن سے بند کئے، ایک سوراخ رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھا اور حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بلایا، حضور نے اُن کے زانو پر سرِ انور رکھ کر آرام فرمایا۔ وہاں ایک سانپ مدّت سے بہ تمنّائے دیدارِ فائض الانوار حضور پُر نور سیّد الابرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم رہتا تھا کہ اُس نے قرونِ سابقہ میں علمائے اُمم سالفہ کو باہم ذکر کرتے سُنا تھا کہ حضورِ اقدس نبی آخر الزمان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ معظّمہ سے مدینہ طیّبہ کو ہجرت

---

(16)۔۔:المعجم الكبير: مسند النساء، باب الألف، فاطمة بنت الحسين، عن أسماء، رقم٣٩٠۔ ٢٤/ ١٤٧=الشفا بتعريف حقوق المصطفى: القسم الأول، الْبَابِ الرابع، فصل انشقاق القمر وحبس الشمس، رقم٦٨٤، ص٣٤٧

(17)۔۔:شرح مشكل الآثار: باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ في مسألته الله عز وجل أن يرد الشمس عليه بعد غيبوبتها...، رقم١٠٦٧۔ ٣/ ٩٢

اور راہ میں غارِ ثور میں اقامت فرمائیں گے۔ سانپ نے اپنا سر صدّیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ کے انگوٹھے پر رگڑا، انہوں نے جانا کہ سانپ ہے، مگر اس خیال سے کہ جان جائے، محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے، پاؤں نہ ہٹایا، یہاں تک کہ اُس نے کاٹا، صدّیق نے بکمالِ ادب جنبش نہ کی، مگر شدّتِ ضبط کے باعث آنسو بہ کر رُخسارۂ محبوبِ ربّ العٰلمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم پر پڑے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی چشمِ جاں فزا کھلی، صدّیق سے حال پوچھا، عرض کی:

لُدِغْتُ بِأَبِى أَنْتَ وَأُمِّى يَا رَسُوْلَ اللهِ. (18)

یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے سانپ نے کاٹا۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے لعابِ دہنِ اقدس لگادیا، فوراً آرام ہوگیا۔

یہی تعظیم و محبّت و جاں نثاری و پروانہ واری شمعِ رسالت عَلَیۡہِ اَفْضَلُ الصَّلَاۃِ وَ التَّحِیَّۃ میں بعد انبیا و مرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن تمام جہان پر تفوّق ہے جس نے صدیق کو اُن کے بعد تمام عالم، تمام خلق اللہ، تمام اولیا، تمام عرفا سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔ یہی وہ سرّ ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابو بکر کو کثرتِ صوم و صلاۃ کے باعث تم پر فضیلت نہ ہوئی «وَلٰكِنْ بِشَيْءٍ وَقَرَفِي صَدْرِهِ» بلکہ اُس سرّ کے سبب جو اُس کے دل میں راسخ و متمکن ہے۔ یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا: «لَوْ وُزِنَ إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِإِيْمَانِ أُمَّتِي لَرَجَحَ إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ» اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے۔ (19)

---

(18)۔۔:المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الأول،هجرته ﷺ، ١/ ١٧٤

(19)۔۔:كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: حرف الفاء،كتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابة،فضل الصديق رضي الله عنه، رقم٣٥٦١٤۔ ٤٩٣٠/١٢ (تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ کئی کتبِ احادیث میں یہ روایت موجود ہے۔)

ولہٰذا قرآن عظیم نے اپنے نصوصِ قاطعہ سے شکلِ اوّل بدیہی الانتاج افضیلتِ مطلقہ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر قائم فرمادی۔ قال اللہ عزّوجلّ:

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىکُمْ﴾ [الحجرات: ۱۳]

تم سب میں زیادہ عزّت والا اللہ عزّوجلّ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے۔

اور دوسری آیۂ کریمہ میں صاف فرما دیا کہ وہ اتقی کون ہے؟ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ قال تعالیٰ:

﴿وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى ﴿۲۱﴾﴾ [پ: ۳۰، اللیل]

قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا، وہ سب سے اتقی، جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اُس پر کسی کا ایسا احسان نہیں، جس کا بدلہ دیا جائے، مگر اپنے پروردگار برتر کا وجہ کریم چاہنا اور قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

بشہادتِ آیتِ اُولیٰ ان آیاتِ کریمہ سے وہی مراد ہے، جو افضل و اکرمِ امتِ مرحومہ ہے اور وہ نہیں، مگر اہلِ سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔ اور تفضیلیہ و روافض کے یہاں امیر المؤمنین مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما، مگر اللہ عزّوجلّ کے لیے حمد کہ اُس نے کسی کی تلبیس و تدلیس کو جگہ نہ چھوڑی، آیۂ کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقی کی تعیین فرمادی، جو صدیق کے سوا کسی پر صادق آ ہی نہیں سکتا۔ فرماتا ہے:

﴿وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى﴾ [پ: ۳۰، اللیل، ۱۹]

اُس پر کسی کا ایسا احسان نہیں، جس کا بدلہ دیا جائے۔

حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم خلیفۃُ اللّٰہِ الاَعظم و محسن و منعمِ تمام عالم ہیں، حضور کے احسانات کہ بے حدّ وغایات ہیں، دو قسم [کے] ہیں:

دینیہ کہ اوّلین و آخرین حتیٰ کہ انبیاءو مرسلین وملائکہ مقرّبین عَلَیۡھِم الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ اَجۡمَعِیۡن جس نے جو نعمتِ ایمان و دولتِ عرفان پائی، حضور خلیفۃُ اللّٰہِ الاَعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم ہی کے ہاتھوں سے ملی، حضور ہی کے بدولت ہاتھ آئی ولٰہذا تمام انبیاء ومرسلین عَلَیۡھِم الصَّلَاۃُوَالتَّسۡلِیۡمُ سے سیّد عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِوَسَلَّم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا۔

اور دنیویہ پھر دو قسم ہیں:

اوّل: عامہ باطنہ کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم بحکمِ خلافتِ ربّ العٰلمین وعلا جملہ نعمت ہائے الٰہیہ کے قاسم ہیں، خود فرماتے ہیں صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیۡہِوَسَلَّم:

«إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ، وَاَللّٰهُ المُعْطِي». (20)

بانٹنے والا میں ہوں اور دینے والا اللہ عزّوجلّ۔

روزِ اوّل سے آج تک، آج سے روزِ قیامت تک، روزِ قیامت سے ابدالآباد تک، جو نعمت، جسے ملی یا ملتی ہے یا ملے گی، مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے دستِ اقدس سے بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ جس طرح دین و ملت و اسلام و سنت و صلاح و عبادت وزہد و طہارت و علم و معرفت یہ سب نعمائے دینیہ اُن کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یوں ہی مال و دولت و شفا و صحت و عزّت و رفعت و امارت و سلطنت و فرزند و عشیرت یہ سب نعم دنیویہ بھی اُنھیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔ اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے:

---

(20)۔۔:صحيح البخاري: بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: كتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالى: {فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ} [الأنفال: ٤١]، ٤/ ٨٤=الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري: كتاب العلم، تحت باب الفهم في العلم، ١/ ١٦٨

﴿اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [پ:۱۰،التوبہ،۷۴]
اُنھیں غنی کر دیا اللہ و رسول نے اپنے فضل سے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ﴾ [پ:۱۰،التوبہ،۵۹]

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اللہ و رسول کے دیئے پر راضی ہوتے اور کہتے: خدا کافی ہے اب ہمیں، دیتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے، ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

وہابیہ شرک فروش اسناداتِ حقیقت و تجوّز و عطائے تسبّب میں فرق نہ کر کے احمد بخش و محمد بخش ناموں کو شرک بتاتے ہیں، حالاں کہ قرآن عظیم میں جبریل امین عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالتَّسْلِیْمُ کا حضرت مریم سے فرمانا مذکور:

﴿اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ [پ:۱۶،مریم،۱۹]

میں تو تیرے ربّ کا رسول ہوں بتاکہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔

دیکھو! قرآن عظیم سیّدنا عیسٰی روح اللہ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کو جبریل بخش فرما رہا ہے، یہ عجب شرک مقبول و محمود ہے کہ خود قرآنِ عظیم میں موجود ہے،- ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

دوّم: خاصہ ظاہرہ کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بکمال رحمت دریافت ظاہر بشریت کی طرف تنزّل فرما کر اپنے غلاموں کنیزوں سے حسبِ عرف و عادت باہمی معاملت فرماتے۔ جیسے انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خادمِ سرکار کی روٹی، سرکار سے مقرّر تھی، حالاں کہ واللہ تمام جہان کو روٹی سرکار ہی سے ملتی ہے۔ لوگوں کو مانگے اور بے مانگے بے شمار نعمتیں عطا فرمادیں، جن کی بعض تفصیل کُتُبِ حدیث میں مذکور۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پہلی قسم کی نعمتیں گزری اس قسم سے نہیں، جن کا

کوئی بدلہ دے سکے۔ نعمِ دینیہ کا معاوضہ نہ ہوسکنا تو ظاہر اور نعمِ عامہ باطنہ دنیویہ بحکم خلافت ربّ العزۃ ہیں، اللہ عزّوجلّ کو کون عوض دے۔ ہاں! قسمِ سوّم ہی کی نعمتیں کہ باہمی معاملاتِ عُرفیہ کے طور پر تھیں، صالحِ عوض و مجازات ہیں۔

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر بعد انبیا و مرسلین عَلَیْہِم الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم حضور پرنور سیّد عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جس قدر احسانات و انعامات قسمِ اوّل کے ہیں تمام عالم میں کسی پر نہیں۔

اور قسمِ دوّم میں صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور تمام عالم شریک ہیں، مگر قسمِ سوّم یعنی، معاملاتِ باہمی قابلِ معاوضہ میں ہمیشہ صدیق کی طرف سے بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے براہِ بندہ نوازی قبول و پزیرائی و عطائے سعادت مندی کا برتاؤ رہا؛ یہاں تک کہ خود صدیق اکبر کے مولائے اکرم و آقائے اعظم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

«لَيْسَ فِي النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِي وَمَالِي مِنَ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ». (21)

بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے میرے ساتھ کسی نے ایسا سلوک نہ کیا جیسا ابو بکر نے۔

اور فرمایا:

« مَا لِأَحَد عِنْدَنَا يَد إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ بِهَا مَا خَلَا أَبَا بَكْر فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدا يُكَافِئُهُ اللهُ بِهَا يَوْم الْقِيَامَة وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَد قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْر ». (22)

---

(21)۔۔۔:الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الأول ،الفصل الثالث، ۱/ ۵۸

(22)۔۔۔:الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الباب الثالث ،الفصل الثانی، ۱/ ۲۰۱

کسی کا ہمارے ساتھ کوئی حسنِ سلوک ایسا نہیں، جس کا ہم نے
عوض نہ کردیا ہو، سوا ابو بکر کے کہ اُن کا ہمارے ساتھ وہ حسنِ
سلوک ہے، جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اُنھیں روزِ قیامت دے گا۔ مجھے
کسی کے مال نے ایسا نفع نہ دیا، جیسا ابو بکر کے مال نے۔

صدیق نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہِ والا میں حضرت بتول زہرا رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا کی نسبت درخواست عرض کی، حضورِ پُرنور [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے صغرِ سن کا عذر فرمادیا۔ فقیر کہتا ہے اس میں ایک حکمتِ جلیلہ یہ بھی تھی کہ دامادی میں قبول کرنا اُنھیں دنیاوی احسانات سے ہے، جن میں جزا و مکافات جاری۔ حدیث میں ہے کہ جو کچھ ہدیہ و عطیہ عقدِ نکاح سے پہلے دیا جائے، وہ عورت کا ہے اور جو بعد کو دیا جائے، وہ اُس کا ہے، جسے دیا جائے یعنی، خسر اور خوشدامن وغیرہما۔ پھر فرمایا:

«وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ الرَّجُلُ بِهِ، ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ». (23)

اور آدمی جن ذرائع سے اکرام و نیک سلوک کا مستحق ہو، اُن
سب میں زیادہ ذریعہ اُس کی بیٹی یا بہن ہے۔

اور اللہ و رسول جلّ جلالہ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو منظور نہ تھا کہ صدیق پر اُن کے احسانات ناممکن العوض کے سوا کوئی احسان قابلِ معاوضہ دنیویہ ہو؛ لہٰذا عذر فرمادیا۔ بخلاف سیّدنا امیر المومنین مولیٰ مشکل کشا کَرَّمَ اللّٰہ وَجْهَهُ الاسنی کہ اُن پر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بے پایاں احسانات دو قسمِ اوّلین کے سوا قسمِ دوّم کے بھی بہت احسان ہیں، اُنھوں نے پرورش ہی مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مال سے پائی۔ حدیث میں ہے:

---

(23)۔۔: سنن ابن ماجه: أبواب النكاح ،باب الشرط في النكاح،رقم ١٩٥٥

قبلِ ظہورِ نورِ نبوّت مکہ معظّمہ میں گرانی ہوئی، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہما سے فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ زمانہ گرانی کا ہے اور ابوطالب کی عیال کثیر، آؤ نہ ہم اُن پر تخفیف فرمادیں، یہ فرما کر حضور اور حضور کے ہمراہِ رکاب حضرت عباس، ابوطالب کے پاس تشریف لائے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مولیٰ علی کو اپنی پرورش میں لے لیا اور حضرت عباس نے حضرت جعفر یا حضرت عقیل کو رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن۔ پھر تتمیم نعمتِ کبریٰ تزویجِ حضرتِ بتولِ زہرا سے ہوئی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی ابیھا وعلیھا وعلی بعلھا وابنیھا وبارک وسلم۔ تو آیۂ کریمہ ﴿وَ مَا لِاَحَدٍ عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی﴾(24) سے مولیٰ علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے، بلکہ بالیقین صدیق اکبر مقصود ہیں اور اسی پر اجماعِ مفسّرین موجود۔

اسی افضلیتِ مطلقۂ صدیقی کے مناشی سے ہے، اُس جناب کا کمال تشبّہ بحضور پُرنور سیّدِعالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ہونا، اوّل ظہور بعثت شریفہ میں، جب حضور نے فرمایا تھا:

«لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي»(25)

مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔

اُس وقت اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا نے حضور کے جو اوصافِ کریمہ شمار کیے تھے کہ اللّٰہ تعالیٰ حضور کو ضائع نہ چھوڑے گا، حضور یہ یہ کمالاتِ عالیہ رکھتے ہیں۔ بعینھا وہی کمالات اُنھیں الفاظ سے ابن الدغنہ نے صدیق کے لیے بیان کیے، جب قبلِ ہجرت بقصدِ ہجرت تشریف

---

(24)۔۔: [پ: ۳۰، اللیل، ۱۹]

(25)۔۔: صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بدء الوحي إلی رسول اللہ ﷺ، رقم ۱۶۰

لے چلے ہیں، راہ میں ابن الدغنہ ملا، حال معلوم ہوا، کہا: کیا آپ جیسا وطن سے جدا کیا جائے گا؟ حالاں کہ آپ یہ یہ کمالاتِ عالیہ رکھتے ہیں۔ (26)

یوں ہی جب صلحِ حدیبیہ ہوئی اور مسلمان اُس سال مکہ معظّمہ جانے سے باز رکھے گئے، یہ امر اُن پر بالخصوص اشدّھم فی امراللہ امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر سخت شاق گزرا۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ربّ عزّوجلّ نے سفرِ حدیبیہ سے پہلے خواب دکھایا تھا کہ حضور مع صحابۂ کرام مسجد الحرام میں بامن و امان داخل ہوئے اور مناسکِ حج ادا فرمائے۔ صحابہ کا گمان تھا کہ اس خواب کی تصدیق اسی سفر میں واقع ہو گی، جب اس سال واپسی کی ٹھہری، امیرالمومنین فاروق اعظم خدمتِ اقدس حضور سیّدِعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا: ضرور۔ عرض کیا: کیا ہمارے شہدا جنت میں اور اُن کے مقتولین نار میں نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کی: پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رکھیں۔ فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اُس کی نافرمانی نہ کروں گا اور وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔ عرض کی: کیا حضور نے ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظّمہ جائیں گے اور طواف بجا لائیں گے؟ فرمایا: ہاں! خبر دی تھی، پھر کیا یہ فرما دیا تھا کہ اسی سال؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تو ضرور تم کعبے جاؤ گے اور طواف بجا لاؤ گے۔ فاروق اس تمنا پر کہ شاید صدیق شفاعت کریں اور ان کی مراد کہ کفار سے جہاد اور بالجبر داخلی کعبۂ معظّمہ ہے، حاصل ہو جائے، خدمتِ صدیق میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

---

(26)۔۔: صحیح البخاري: کتاب مناقب الأنصار، باب ھجرۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم وأصحابہ إلی المدینۃ، رقم ۳۹۰۵ (مختصراً)

فرمایا: ضرور۔ کہا: کیا ہمارے شہدا جنت میں اور اُن کے مقتولین نار میں نہیں؟
فرمایا: کیوں نہیں۔ کہا: پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رکھیں۔ فرمایا: اے شخص! وہ اللہ کے رسول ہیں اور اُس کی نافرمانی نہ کریں گے اور وہ ضرور اُن کی مدد فرمائے گا، اُن کی رکاب تھام لے کہ خدا کی قسم! وہ حق پر ہیں۔ کہا: کیا ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظّمہ جائیں گے اور طواف بجا لائیں گے؟
فرمایا: ہاں! خبر دی تھی، پھر کیا یہ فرما دیا تھا کہ اسی سال؟ کہا: نہ۔ فرمایا: تو ضرور تم کعبے جاؤ گے اور طواف بجا لاؤ گے۔(27)

دیکھو بعینہٖ حرف بحرف وہی جواب ہیں، جو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمائے۔ یہ وہی بات ہے کہ قلبِ صدیقی آئینۂ قلبِ حضور سیّد الکائنات ہے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْہِ وَبَارَکَ وَسَلَّم۔ آیۂ کریمہ میں اسی خواب مبارک کا ذکر ہے۔ (یہاں سے تفسیرِ آیت کی طرف رجوع کی)

متعلقِ تفسیر صرف اس قدر بیان ہوا تھا کہ باآں کہ خطاب مصدّقین سے ہے، نہ منکرین سے۔ قرآن عظیم کو اپنے نبی کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلَاۃِ وَالتَّسْلِیْمِ کی تصدیقِ خواب و تسکینِ اصحاب میں کس قدر اہتمام ہے کہ اُسے طرح طرح مؤکد فرمایا:

اوّل تو ﴿صَدَقَ اللہُ﴾ خود ہی جملہ بدیہی الصدق تھا کہ صدق کی نسبت حضرت عزّت کی طرف واجب الصدق ہے، کذب وہاں محال بالذات ہے، امکان کا ماننے والا گمراہ، بدذات ہے۔

ثانیاً: ﴿قَدْ﴾۔

ثالثاً: ﴿لام﴾۔

---

(27)۔۔: صحيح البخاري: كتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط، رقم ٢٧٣١ (مختصراً)

رابعًا: ﴿بِالْحَقِّ﴾ سے اُس کی تاکیدیں ارشاد ہوئیں۔ پھر رؤیا کا بیان اور اُس کے متعلق لطائف حکمیہ کا تبیان اور یہ کہ خوابِ انبیا وحی ہوتا ہے اور اُس پر خوابِ سیّدنا ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِیْمُ کا بیان اور اُس کے سبب ذبحِ ولد پر اقدام کہ بے نصِّ قطعی قطعاً حرام تو خوابِ انبیا ضرور نصِّ قاطع کی طرح مثبتِ احکام۔

یہی بیان ہورہا تھا کہ فاضل نوجوان مولانا مولوی محمد حامد رضا خان سَلَّمَهُ الْمَنَّانُ نے آکر کان میں کہا کہ کچھ ندوی حضرات آگئے ہیں۔ معاً عنانِ عزیمت جانبِ اظہارِ مکائدِ پھیری کہ وعدۂ الٰہیہ صادق آیا، سالِ آئندہ کہ مکہ معظّمہ فتح ہوا، لوگ فوج فوج دینِ خدا میں داخل ہوئے، اسلام کی ترقیاں، صحابہ کی جان نثاریاں، ہجرت کے احوال، نصرتِ ذی الجلال کا بیان کیا کہ اس وقت ظہورِ مددِ عظیم و فتحِ مبین، کیا محل عجب تھا! مولیٰ عزّوجلّ نے اُس وقت اپنے محبوب اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کی وہ نُصرتِ ظاہرہ باہرہ قاہرہ زاہرہ فرمائی، جب ظاہری سامان اصلاً نہ تھا۔ فوج، نہ لشکر، نہ ہتھیار، نہ مقاتلے میں اذنِ پروردگار اور ایک جہان برسرِ پیکار۔ جب کفار نے دارُالنَّدوہ میں جماؤ کیا، مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کے خلاف مشورے ہوئے، شیخ نجدی ملعون پیرِ مرد بن کر آیا اور اُس گمراہ انجمن کا رکنِ اعظم بنا، مگر انجام کیا ہوا کہ

﴿جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾ (28)

اللہ تعالیٰ نے کافروں کا قول پست و ذلیل فرمایا اور اللہ ہی کا بول ہے بالا۔

اور ہمیشہ سنتِ الٰہیہ ہے کہ باطل کے لیے ابتداءً ایک صولت ہوتی ہے کہ صادق و کاذب کا امتحان ہو:

﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ﴾ (29)

---

(28)۔۔[پ:۱۰، التوبۃ:۴۰]

[ترجمہ کنزالایمان: کہ جو ہلاک ہو، دلیل سے ہلاک ہو اور جو جئے، دلیل سے جئے۔]

انجام کار ظفر و نُصرت نصیبۂ اہلِ حق ہے:

﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبٰطِلُ ؕ اِنَّ الْبٰطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ (30)

[ترجمہ کنزالایمان: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔]

﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (31)

[ترجمہ کنزالایمان: اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے۔]

اسی کی مثالوں میں اُن ندوۂ ہالکہ کی پچھلی جانشین، اس ندوۂ واپسیں کا ابتدائے خروج اور نیچریوں رافضیوں وہابیوں غیر مقلّدوں کے جرگوں سے اُس کا عروج اور جس روز جلسۂ دستار بندی مدرسۂ فیضِ عام کانپور کے پچھلے دنوں بنائے ندوہ کی پہلی اینٹ رکھی جاتی تھی، علمائے اہلِ سنت کا اسی وقت اُس سے خلاف فرمانا، مفتی لطف اللہ صاحب کا مقاصدِ ندوہ کے ضلالِ مبین و مضرِّ مسلمین ہونے پر اقرار کرنا اور کہنا کہ میں بھی صبح سے یہی جھینک رہا ہوں، میری کوئی نہیں سنتا۔ پھر جو جو حالتیں اُس کے جلسات پر وارد ہوئیں، جوجو صریح ضلالتیں اُس کی رُودادوں میں سال بسال بڑھتی گئیں۔ علمائے اہلِ سنت کا ناظم وغیرہ مدّعیانِ سُنّیّت کو اوّلاً بنرمی و خوشامد پابندیٔ مذہبِ اہلِ سنت کی طرف بلانا، پھر بعدِ جواب صاف علانیہ ردّ و خلاف فرمانا، ندویوں کا جواب سے عاجز آنا، "فتاوی السُّنّہ"(32) کا مرتب ہونا اور

---

(29)۔۔:[پ:۱۰، الانفال، ۴۲]

(30)۔۔:[پ:۱۵، بنی اسرائیل، ۸۱]

(31)۔۔:[پ:۲۰، القصص، ۸۳]

(32)۔۔: ردِّ ندوہ پر بیسیوں علما و مشائخ کرام کے فتاویٰ مع مواہیر، تائیدات و تصدیقات پر مشتمل یہ مجموعہ، بنام: "فتاوی السُّنّہ لالجام الفتنہ ۱۳۱۴ھ" بترتیب: حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت مولانا الحاج محمد عبدالرزاق المکی علیہ الرحمہ، مطبع اہل سنت وجماعت ۔ بریلی سے شائع ہوا۔

پھلواری صاحب رکنِ رکینِ ندوہ کا بریلی آنا،طعام و کلام دونوں دعوتوں کا دیا جانا،پھلواری صاحب کا دعوتِ طعام قبول اور دعوتِ کلام سے صراحۃً عدول کر جانا اور صاف لکھ دینا کہ میں مردِ میدانِ مناظرہ نہیں،پھر باوصفِ وعدہ دعوتِ طعام میں بھی حاضر نہ آنا،دوبارہ بلایا جانا،دستوں کا بہانہ فرمانا؛حالاں کہ نئے اور پرانے شہر دونوں میں روزانہ وعظ کو جانا،وہاں اس حالِ اسہال کا مانع نہ آنا،پھر بعد تقاضائے بسیار و شدّتِ انتظار بمشکلِ تمام حضرت کا تشریف لانا،مجمع میں "فتاوی السنّہ" سنایا جانا،پھلواری صاحب کا تمام جوابوں کو تسلیم فرمانا،پھر یہ گفتگو پیش آنا،جب جواب حق ہیں، مہر کیجیے؟ کہا: ان میں صاف ندوہ کا نام لکھا ہے،لہٰذا مہر نہیں کر سکتا۔ کہا گیا: بہت اچھا!سوالات میں بجائے ندوہ زید و عمر لکھ کر جوابوں پر تصدیق کیجئے۔ کہا: کتاب لیے جاتا ہوں،پندرہ دن کی مہلت دیجیئے،ان سوالوں کے یہی جواب خود اپنے قلم سے لکھ کر بھیج دوں گا۔فرمایا گیا:پندرہ دن نہیں،مہینہ بھر کی مہلت سہی،الحمدللہ کہ آپ کو ان گمراہوں کی ضلالت تو مسلّم رہی۔ کہا:مولانا! ضلالت نہ فرمایئے،مداہنت فرمایئے۔جلسہ تو ان ٹالے بالوں پر ختم ہوا مگر مہینہ، نہ سال،برسیں گزریں، جواب نہ دینا تھا،نہ دیا۔

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

ان تمام مطالب اور ندوہ کی ضلالتِ اقوال و شناختِ مقاصد و مفاسدو مکائد کا حال بوضاحتِ تام بیان کیا۔حُبّ و بغض پر کلام میں کہا:

ندوہ تمام بددینوں گمراہوں سے وداد و اتّحاد فرض کرتی ہے کہ اتّحاد نہ ہو،توایمان ندارد اور ایمان نہیں تو جنت سے کیا سروکار، مسلمانانِ ہند کے سب گناہ معاف ہو سکتے ہیں،سوا نااتّفاقی کے۔سب کلمہ گو حق پر ہیں،خدا سب سے راضی ہے،سب کو ایک نظر دیکھتا ہے،گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے،اس کے معاملے دیکھ کر خدا کی رضا و

ناراضی کا حال کھل سکتا ہے۔کلمہ گو کیسا ہی بددین بدمذہب ہو،اُن میں جو زیادہ متقی ہے،خدا کو زیادہ پیارا ہے،اُن میں جس کی توہین کیجیے،خدا اور رسول پر حرف آتا ہے۔یہ کلمات اور اُن کے امثال خرافات کہ اہلِ ندوہ کی جو روداد ہے،جو مقال ہے،ایسی ہی باتوں سے مالا مال ہے،سب صریح ضلال و شدید نکال و عظیم وبال و موجبِ غضبِ ذی الجلال ہیں۔

امیرالمومنین مولی المسلمین شیرِ خدا مشکل کشا علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ وَجْھَہُ الاسنی کے زمانۂ اقدس میں خوارج -خَذَلَھُمُ اللّٰہ تَعَالیٰ- نے ظہور کیا،وہ علماء تھے،عباد تھے،قرّاء کہلاتے،راتیں شبّ بیداری اور دن تلاوتِ قرآن و ذکرِ باری میں گزارتے مگر گمراہ تھے،اہلِ سنت کے مخالف و بدخواہ تھے۔ امیرالمومنین کرم کَرَّمَ اللّٰہ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے نہ اُن کے علم و فضل پر نظر فرمائی،نہ اُن سے اخوّتِ اسلامی کی ٹھہرائی،بلکہ اُن پر لشکر کشی فرمائی،سرِ اشرار پر برقِ ذوالفقار چمکائی۔وہ دس ہزار مولویوں کا ندوہ تھا،جو فقط دو روپے دے کر،ہرا ٹکٹ لے کر،مولوی نہ بنتے تھے،بلکہ واقعی علم رکھتے،حدیث جانتے،قرآن پڑھتے تھے۔عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما نے اُن کے شکوک کہ بعینہ وہابیہ کے سے شکوک تھے،رفع فرمائے،پانچ ہزار حق کی طرف رجوع لائے،پانچ ہزار ﴿خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ﴾ (33) رہے۔اُن پر تیغِ شرر بار،اشرار شکار،اسدِ کِردگار،حیدرِ کرار چمکی اور ایک ایک کر کے ہر گردن کشیدہ خاکِ ذلّت پر فرش کی،وہ خبیث قتل ہو رہے تھے،کسی نے آکر خبر دی کہ وہ بھاگ کر نہر کے پار ہو گئے،عالم ماکان و مایکون صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نائب اسداللہ الغالب نے فرمایا:ہر گز اُن میں سے دس نہر کے پار نہ جا سکیں گے،سب ادھر ہی قتل ہوں گے۔پھر بہت وثوق کی خبریں آئیں کہ پار بھاگ گئے،فرمایا: واللہ!وہ اُدھر

---

(33)۔۔:ترجمہ کنزالایمان:اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی۔[پ۱،البقرہ،۷]

نہ جائیں گے، اسی پار ہلاک پائیں گے، سچا وعدہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کا جَلَّ جَلَالُهٗ و صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم، بالآخر تحقیق ہوا کہ واقعی دس بھی نہ جا سکے، سب اسی طرف کنارۂ آب سے کنارِ نار میں جا گزیں ہوئے۔ کسی نے کہا: خدا کا شکر! جس نے زمین کو ان کی نجاست سے پاک کیا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: واللہ! وہ ابھی مردوں کی پیٹھ میں ہیں، عورتوں کے پیٹ میں ہیں، وہ قرن قرن ظاہر ہوتے رہیں گے:

«كُلَّمَا قُطِعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ»

جب اُن کی ایک سنگت کاٹ دی جائے گی، دوسری سر اُٹھائے گی۔

« حَتَّى يَخْرُجَ آخرهم مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّال». (34)

یہاں تک کہ اُن کا پچھلا گروہ دجال ملعون کے ساتھ نکلے گا۔

اس وعدۂ صادقہ کے مطابق ایسے مولویوں کی سنگت، ہر زمانہ و قرن میں مختلف نام مختلف صورت سے ظاہر ہوتی رہی؛ یہاں تک کہ بارہویں صدی میں نجدی خبیث ظاہر ہوا اور مذہبِ وہابیہ نے کہ خوارج مخذولین کا سچا فضلہ خوار ہے، شیوع کیا، اُن کے وہی عقائد، وہی مکائد، وہی دھوکے، وہی تلبیس، وہی ادّعائے عملِ قرآن وحدیث۔ اُن خبیثوں کا اعتراض تھا کہ مولیٰ علی نے ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کو حَکَم بنایا اور اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ [پ:۷، الانعام، ۵۷]

حکم نہیں مگر اللہ کے لیے۔

یہ شرک ہوا؛ حالاں کہ اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے:

﴿فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ [پ: النساء، ۳۵]

---

(34)۔۔: المستدرك على الصحيحين: كتاب الفتن والملاحم، أما حديث أبي عوانة، رقم ۸۵۵۸۔ ٤/ ٥٥٦ (بلفظ "ثُمَّ يَخْرُجُ فِي بَقِيَّتِهِمُ الدَّجَّالُ")

مرد و زن میں خلاف ہو تو ایک حکم اُس کے لوگوں سے بھیجو
اور ایک اس کے لوگوں سے۔

حدیث میں ہے:

«يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا».(35)

عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حاکم عادل ہو کر نزول فرمائیں گے۔

یہ وہابیہ اُن خوارج کے شاگرد کہتے ہیں:

اہلِ سنت انبیا واولیا سے استعانت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ [پ:۱،الفاتحہ،۴]

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

یہ شرک ہوا؛حالاں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾[پ:۱،البقرہ،۴۵]

صبر و نماز سے مدد چاہو۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾[پ:۶،المائدہ،۲]

نکوئی و پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

حدیث میں ہے:

«فَلْيُنَادِ، أَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللهِ».(36)

یوں پکارے: میری مدد کرو اے اللہ کے بندو!

---

(35)۔۔:سنن ابن ماجه: أبواب الفتن،باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج،رقم۴۰۷۸

(36)۔۔:الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: كتاب الدعاء،باب ما يقول الرجل إذا ندت به دابته أو بعيره في سفر،رقم۲۹۸۱۹۔۶/ ۱۰۳

حقیقتِ ذاتیہ و عطائیہ میں نہ اُن خبیثوں نے فرق کیا، نہ اِنھوں نے۔
﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ (37)۔

یہ سب گمراہ فرقے ائمۂ ہدیٰ و اکابر محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں اور رافضیوں کی عداوت تو ہر بچے پر ظاہر۔ اللہ اللہ! وہ صدیق جن کے فضائل سے ایک شمہ سن چکے، وہ صدیقہ بنت الصدیق اُمّ المومنین جن کا محبوبۂ سیّد المرسلین محبوبِ ربّ العلمین صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اَبِيْهَا وَعَلَيْهَا وَسَلَّم ہونا آفتابِ نیم روز سے روشن تر۔ وہ صدیقہ جن کی تصدیق بہشتی حریر میں روح الامین خدمتِ اقدس سیّدالمرسلین صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم میں حاضر لائیں کہ:

« هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ » (38).

یہ حضور کی زوجہ ہیں، دنیا و آخرت میں۔

وہ اُمّ المومنین کہ جبریل امین باں فضلِ مبین اُنھیں سلام کریں اور اُن کے کاشانۂ عزّت و طہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہو سکیں۔ وہ صدیقہ کہ اللہ عزّوجلّ وحی نہ بھیجے، اُن کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ اُمّ المومنین کہ مصطفٰی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم اگر کسی سفر میں بے اُن کے تشریف لے جائیں، اُن کی یاد میں وَاعُرُوْسَاہ فرمائیں۔ وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی براءت کی شہادت اہلِ زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے، بتول مریم کا تبریہ روح اللہ و کلمۃ اللہ فرمائے، مگر اُن کی براءت و طیب و طہارت کی گواہی میں قرآن کی آیتیں نزول فرمائیں۔ وہ اُمّ المومنین کہ محبوبِ ربّ العلمین صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم اُن کے پانی پینے میں دیکھتے

---

(37)۔۔: ترجمۂ کنزالایمان: اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔ [پ: ۲۴، المومن، ۳۵]

(38)۔۔: سنن الترمذي: أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب من فضل عائشة رضي الله عنها، رقم ۳۸۸۰

رہیں کہ کوزہ میں کس جگہ انھوں نے لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے لبہائے خدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔

یہ اشقیائے ملاعنہ-خَذَلَھُمُ اللّٰہُ-ایسے محبوبانِ خدا و رسول کے دشمن، ایسوں کے بدگو، ایسوں پر طعنہ زن اور ندوہ مخذولہ ان سب کی دوست، ان سب کی انجمن-قَاتَلَھَا اللّٰہُ مِنْ نُدَیَّۃِ الْفِتَنِ-۔آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے، اگر کوئی اُس کی ماں کی توہین کرے، برا کہے تو اُس کا کیسا دشمن ہو جائے گا، اُس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اُتر آئے گا۔ مسلمانوں کی مائیں، ندوہ مخذولہ کی آنکھ میں یوں بے قدر ہوں کہ اُن کے بدگویوں سے اتّحاد و وداد فرض ہو، اتّحاد نہ ہو تو ایمان ندارد۔ عائشہ و صدیق کی توہین تو خدا و رسول کی توہین نہ ٹھہری، مگر رافضیوں وہابیوں کی توہین خدا و رسول کی توہین۔ عائشہ و صدیق سے عداوت والوں کا ایمان ندارد کیسا بڑے اعلیٰ درجے کا ہو، اُن میں جو اتقی ہے، اللہ کے نزدیک بڑا رتبے والا ہو، مگر رافضیوں وہابیوں سے مخالفت کی اور ایمان ندارد، جنت سے محرومی-إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ-۔

علماء فرماتے ہیں:

«اَعْدَاؤُکَ ثَلَاثَۃ» تیرے دشمن تین ہیں:

«عَدُوُّکَ الَّذِی عَادَاکَ» ایک تو آپ تیرا دشمن

«وَعَدُوُّ صَدِیْقِکَ» اور تیرے دوست کا دشمن

«وَصَدِیْقُ عَدُوِّكَ» اور تیرے دشمن کا دوست۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قسمِ اوّل کے دشمن تو کھلے کفار ہیں اور قسمِ دوّم کے دشمن روافض و نواصب و خوارج و وہابیہ کہ محبوبانِ خدا و ائمۂ ہدیٰ کے اعدا ہیں اور قسمِ سوّم کے دشمن یہ ندوی حضرات کہ ان دشمنوں کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب دشمنوں کے شر سے بچائے اور مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سچی محبت اور اُن کے سب دشمنوں سے

کامل عداوت عطا فرمائے اور اسی حُبّ و بغض پر کہ اُسے محبوب و مقبول ہے، دنیا سے اُٹھائے۔ آمین

ندوی صاحبوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ایک بے معنی تحریر روداد میں شائع کی کہ علمائے مکہ معظّمہ نے ندوے کی خوبی و ضرورت پر مہر کر دی، اُس تحریر کو دیکھئے تو گنتی کے صرف چند ہندی حضرات ہیں، جو بعض بنام ہجرت اور بعض بقصدِ حج گئے ہوئے تھے، کوئی کرانے، کوئی لکھنؤ کا، کوئی بریلی کا، کوئی کہیں کا، نام کو ایک شخص عرب کا ساکن بھی نہیں، علمائے مکہ ہونا تو بڑی بات۔ جب اخباروں اشتہاروں میں اس یاوہ سرائی کا خاکہ اُڑا، دماغ میں سمائی کہ علمائے حرمین شریفین کو کچھ دھوکا دیجیے، کسی طرح تحریر حاصل کیجیے۔ ایک صاحب بظاہرِ حج کا نام اور باطن میں اسی مفسدی کا احرام کر کے حرمین پہنچے، علمائے کرام مکہ معظّمہ بحمداللہ تعالیٰ مولوی محمد عبدالحق صاحب الٰہ آبادی مہاجر وغیرہ علما کی معرفت اس ندوہ مخذولہ کی شرارت سے چرچ گئے تھے، وہاں دال نہ گلی۔ مدینہ طیبہ میں ہمسایگانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مغالطہ دینے کی گلی ملی، وہاں سوال کیا کہ:

ایک جلسہ علمائے اہلِ سنت نے قائم کیا کہ اُس میں طرزِ عرب پر تعلیم ہو، مساکین و یتامیٰ کی پرورش ہو، ترویجِ دینِ متین ہو، یہ جلسہ کیسا اور جو اُس کی تخریب چاہے، وہ کیسا؟

اس سوال کا جو جواب تھا ظاہر تھا، ناحق اتنی دور کی تکلیف اُٹھائی، یہ سوال ہمارے پاس بھیج دیتے ہم بھی وہی جواب لکھتے، جو اہلِ مدینہ نے ارشاد فرمایا۔ سوال تو یوں کرنا تھا کہ:

ایک جلسہ سنیوں، رافضیوں، وہابیوں، نیچریوں، غیر مقلّدوں سب کا جرگہ بنا کر قائم ہوا، جس نے تمام بدمذہبوں سے اتّحاد و وداد فرض کیا، خدا کو انگریزی گورنمنٹ کے مثل بنایا، سب گمراہوں سے راضی بتایا، حنفی شافعی مالکی

حنبلی میں باعتبارِ عقائدِ اسلام و کفر کا فرق مانا، تمام بدمذہبوں کو حق پر جانا، دعوئے مذہب سے عام دست برداری چاہی، مدح و تعظیم کلاب النار حد سے زائد تباہی، الی غیر ذالک من الضلالات والدواھی، وہ جلسہ کیسا اور جو اُس کی اصلاح چاہے، کیسا؟ پھر دیکھئے، علما کیا جواب دیتے ہیں؟

ناچار ضرور ہوا کہ جس طرح عامۂ علمائے ہند کی مہروں سے "فتاوی السنہ لالجام الفتنہ" ردِّ ندوہ مخذولہ میں طیار ہوا، یوں ہی حضرات کرام علمائے حرمین محترمین زَادَھُمَااللّٰہُ شَرَفاً وَ تَکْرِیْماً سے بھی استفسار ہو، امرِ واقعی کا پورا اظہار ہو، کُتُبِ ندوہ جن میں وہ کلماتِ ضالہ تحریر ہیں، ساتھ مرسل ہوں کہ عیان و بیان مجتمع ہوکر جواب مطابقِ سوال و موافقِ واقع مکمل ہوں۔ الحمدللہ کہ اعانتِ الٰہی و عنایتِ حضرتِ رسالت پناہی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے وہ مقصود حاصل ہوا، اہلِ ریب کاریب زائل ہوا، مولانا فاضل حاج عبدالرزاق بن عبدالصمد قادری مکی و مولانا فاضل مطوف شیخ احمد بن ضیاء الدین محمد مکی نے کہ یہ حاجی امداداللہ صاحب کے خلیفہ ہیں اور دونوں صاحب عربی و اردو دونوں زبانوں سے خوب ماہر ہیں، وہ مسئلہ مع کُتُبِ ندوہ حضراتِ علمائے کرام کی خدمت میں پیش کیا اور تصدیقاتِ علیّہ و تحقیقاتِ جلیّہ اکابر علماء سے حقّ عزّوجلّ نے حق کو وضوح بیّن دیا، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

وہ فتویٰ یہ ہے کہ اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے، جس کا قدرے خلاصہ حضرات سامعین سے گزارش کرتا ہوں۔ پھر سوال و جواب پڑھے اور اُن کے ترجمے کئے۔ بیان آٹھ بجے شبّ سے نمازِ عشا پڑھتے ہی شروع ہوا تھا۔ ابتدائی بیانات ہی میں وقت بارہ کے قریب پہنچا، نو دس ہی جوابوں کا خلاصہ ہونے پایا تھا کہ آدھی رات سے زیادہ وقت گزرا، لاجرم بخیالِ کلفت بعض سامعین دعائے ہدایت و استقامتِ سنت پر بیان ختم ہوا اور اکثر مسلمین کو دربارۂ فتویٰ تکمیلِ استماع کا اشتیاق باقی رہا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العلمین والصَّلٰوۃُ والسَّلامُ علی سیّدِ المُرسَلین محمّدٍ واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین

ماخذومراجع

❁ الكشف والبيان عن تفسير القرآن؛مؤلف: أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي، أبو إسحاق (المتوفى: ٤٢٧هـ،تحقيق: الإمام أبي محمد بن عاشور،مراجعة وتدقيق: الأستاذ نظير الساعدي،ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى ١٤٢٢، هـ - ٢٠٠٢ م

❁ صحيح البخاري؛مؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي،محقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،ناشر: دار طوق النجاة

❁ صحيح مسلم؛مؤلف:مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري(م: ٢٦١هـ)،محقق: محمد فؤاد عبد الباقي،ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

❁ سنن الترمذي؛مؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (م: ٢٧٩هـ)،محقق: بشار عواد معروف،ناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت،سنة النشر: ١٩٩٨ م

❁ سنن ابن ماجه؛مؤلف: أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (م: ٢٧٣هـ)،محقّق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمَّد كامل قره بللي - عَبد اللّطيف حرز الله،ناشر: دار الرسالة العالمية،الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م

❁ المستدرك على الصحيحين؛مؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (م: ٤٠٥هـ)،تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا،ناشر: دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠

❁ مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي؛مؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (م: ٢٥٥هـ)،محقق: نبيل هاشم الغمري،ناشر: دار البشائر (بيروت)،الطبعة: الأولى، ١٤٣٤هـ - ٢٠١٣م

❁ كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال؛مؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (م: ٩٧٥هـ)، محقق: بكري حياني - صفوة السقا،ناشر: مؤسسة الرسالة

❁ الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار؛مؤلف: أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (م: ٢٣٥هـ)،محقق: كمال يوسف الحوت،ناشر: مكتبة الرشد – الرياض،الطبعة: الأولى، ١٤٠٩

❁ الجزءالمفقود من الجزءالاول من المصنف؛ مؤلف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (م: ٢١١هـ)،بتحقيق:الدكتور عيسى بن عبدالله بن محمد بن مانع الحميرى،الطبعة الاولى:٢٠٠٥ء

❁ شعب الإيمان؛مؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (م: ٤٥٨هـ)،حقّقه وراجع نصوصه وخرج أحاديثه: الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد،أشرف على تحقيقه وتخريج أحاديثه: مختار أحمد الندوي، ناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع ،الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م

❁المعجم الكبير؛مؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (م: ٣٦٠هـ)،محقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي،دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة

❁شرح مشكل الآثار؛مؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (م: ٣٢١هـ) ،تحقيق: شعيب الأرنؤوط، ناشر: مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى - ١٤١٥ هـ، ١٤٩٤ م

❁الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري؛مؤلف: أحمد بن إسماعيل بن عثمان بن محمد الكوراني الشافعي ثم الحنفي(م٨٩٣ هـ)،محقق: الشيخ أحمد عزو عناية،ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان

❁سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد؛مؤلف: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (م: ٩٤٢هـ)،تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض،ناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان،الطبعة: الأولى، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م

❁تاريخ دمشق؛مؤلف: أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (م: ٥٧١هـ)،محقق: عمرو بن غرامة العمروي،ناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع،عام النشر: ١٤١٥ هـ - ١٩٩٥ م

❁ تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس؛مؤلف: حسين بن محمد بن الحسن الدِّيار بَكْري (م: ٩٦٦هـ)،ناشر: دار صادر - بيروت

❁ الشمائل المحمدية؛مؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (م: ٢٧٩هـ)،ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

❁المواهب اللدنية بالمنح المحمدية؛مؤلف: أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (م: ٩٢٣هـ)،ناشر: المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر

❁الشفا بتعريف حقوق المصطفى ؛مؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (م: ٥٤٤هـ)،حقّق نصوصه وخرّج احاديثه وعلّق عليه:عبده على كوشک، ناشر:جائزة دبى الدولية للقرآن الكريم،وحدة البحوث والدراسات۔

تمام ممبران مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل فرمائیں۔!!

(۱) اپنا نام، پتہ اور رابطہ نمبر مکمل اور صاف تحریر فرمائیں۔ منی آرڈر اور فارم پر اپنا ایڈریس، مکان نمبر، گلی نمبر یا مکان کا نام، گلی کا نام، قریب میں کوئی مشہور جگہ، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع وغیرہ لکھ کر بھیجیں۔ نامکمل اور کوشش کے باوجود سمجھ میں نہ آنے والے پتے پر ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ ایسی صورت میں ادارہ ہذا کو ممبر شپ کی مد میں موصول ہونے والی رقم کو کسی بھی دینی کام میں استعمال کرنے کے مکمل اختیار حاصل ہونگے۔

(۲) منی آرڈر رسید اور خط پر بھیجنے والے کا نام، رابطہ نمبر اور متبادل رابطہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔

(۳) زیادہ ممبران کے نام ایک ساتھ بھیجنے کی صورت میں سب کے کوائف اور رابطہ نمبر لکھیں (اگر تمام کتابیں ایک ایڈریس پر وصول کرنی ہوں تو)۔ اگر کتاب کی ڈاک وصول کرنے کا ایڈریس سب کا الگ الگ ہو تو سب کے ایڈریس بھی لازمی لکھیں۔ اور سر فہرست منی آرڈر بھیجنے والے ممبر کے مکمل کوائف ضرور تحریر فرمائیں۔

(۴) سابقہ ممبران ڈاک خرچ کیساتھ صرف اپنے نام اور سابقہ 2017ء کی ممبر شپ نمبر بھیج دیں۔ اگر ایڈریس میں کچھ تبدیلی ہوئی ہو تو الگ سے اس کی وضاحت فرمائیں۔ (جیسا کہ 250(PUN)، 01(SIN)، وغیرہ)

(۵) خط کے ذریعہ بھیجی جانے والی رقم ضائع ہونے کی صورت میں ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ البتہ ڈاک خرچ اور ایڈریس وصول ہونے پر ممبر شپ جاری کردی جائیگی۔

(۶) اگر ممکن ہو تو صرف رجسٹر ڈاک (بنام رجسٹری) کے ذریعے نام وغیرہ ارسال فرمائیں۔

(۷) براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تاکہ خط اور منی آرڈر کو ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔ خط اور منی آرڈر ایک ہی دن ایک ساتھ روانہ کریں۔

(۸) سال 2018 کی ممبر شپ حاصل کرنے کی آخری تاریخ 31 دسمبر 2017 تک ہے۔ تاخیر سے ملنے والے منی آرڈر اور کوائف کے حامل ممبران کی کتابیں کم کردی جائیگی نیز اس فارم کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔

نوٹ: اپنے مکمل پتہ (ایڈریس) کے ساتھ مشہور/نزدیکی جگہ کا نام لازمی تحریر کریں، نیز متبادل نمبر بھی فراہم کریں۔ رابطہ نمبر نہ ہونے کی صورت میں ادارہ پر ممبر شپ جاری کرنا لازم نہ ہوگا۔

فارم کو پُر کر کے بھیجنے کے ایک ہفتہ کے دوران دیئے گئے فون نمبرز پر رابطہ کر کے اطلاع دیں یا رسید مولانا محمد مہربان صاحب کو واٹس ایپ کردیں۔ ہر ماہ کی 30 تاریخ تک کتاب نہ ملنے کی صورت میں ادارہ کو لازمی مطلع کریں تاکہ کسی قسم کی پریشانی سے بچا جاسکے۔ شکریہ

محترم المقام جناب.................................. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے ذیلی شعبہ نشرواشاعت ''سلسلہ مفت اشاعت'' کے تحت ہر ماہ ایک نایاب کتاب شائع کی جاتی ہے جو کہ بذریعہ ڈاک پاکستان بھر میں بشمول آزاد کشمیر روانہ کی جاتی ہے۔ گزشتہ سالوں کی طرح سال 2018ء کی ممبر شپ حاصل کرنے کیلئے فارم جاری کیا جارہا ہے۔ ممبر شپ فیس حسب سابق 100 روپے (ڈاک خرچ) کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس فارم کے آخر میں دیئے گئے کوپن پر اپنا نام، پتہ اور رابطہ نمبر مکمل اور صاف تحریر فرمائیں۔ نامکمل اور کوشش کے باوجود سمجھ میں نہ آنے والے پتے پر ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ ایسی صورت میں ادارہ ہذا کو ممبر شپ کی مد میں موصول ہونے والی رقم کو کسی بھی دینی کام میں استعمال کرنے کے مکمل اختیار حاصل ہونگے۔ اپنے مکمل پتہ (ایڈریس) کے ساتھ مشہور/نزدیکی جگہ کا نام لازمی تحریر کریں، نیز متبادل نمبر بھی فراہم کریں۔ رابطہ نمبر نہ ہونے کی صورت میں ادارہ پر ممبر شپ جاری کرنا لازم نہ ہوگا۔ کراچی کے رہائشی یا دوسرے حضرات جو ذاتی طور پر دفتر میں آ کر فیس جمع کروانا چاہیں وہ روزانہ شام 5 بجے سے 7 بجے تک (علاوہ اتوار) دفتر میں جمع کرواسکتے ہیں۔ (نوٹ: فارم کے پیچھے دی گئی ہدایات ضرور پڑھیں اور اُن پر مکمل عمل کریں)۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000

فقط

محمد مہربان قادری

0314-2021215

محمد سعید رضا، 0334-3835735

شعبہ نشرواشاعت 021-32439799

نام...

ولدیت..

مکمل پتہ...

....

....

فون نمبر................................ سابقہ ممبر شپ نمبر................................

مشہور/نزدیکی جگہ کا نام:............................ متبادل فون نمبر:............................